شریعت اسلامیہ کی خصوصیات وامتیازات

شیخ عبداللہ ناصح علوان

نوجوانانِ ملت اسلامیہ !...... کیا آپ کو معلوم ہے کہ بہت سے وہ لوگ جو دین اسلام کی طرف منسوب ہیں اور یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں وہ اس قرآن کی خصوصیات اور اس شاندار اسلامی شریعت کی خصوصیات وامتیازات سے مطلق واقف نہیں ہیں۔اگر انھیں اس کی خصوصیات معلوم ہوتیں تو وہ اپنے دین کے بارے میں ایسا بدسلوکی کا موقف اختیار نہ کرتے اور اپنے رب ذوالجلال کی کتاب سے اس طرح اعراض وروگردانی نہ کرتے' اس لیے کہ اصول یہ ہے کہ انسان جس چیز سے ناواقف ہو اس کا دشمن ہوتا ہے اور جس شخص کے پاس کوئی چیز موجود ہی نہ ہو وہ اسے دوسرے کو کیا دے گا؟

لیجئے ہم اس شریعت مطہرہ کی خصوصیات وامتیازات اختصار کے ساتھ ذکر کردیتے ہیں تا کہ ہمارے نوجوان انہیں سمجھ کر حق کو مضبوطی سے تھامیں اور باطل کو سمجھ کر اس کے محل کو ریزہ ریزہ کردیں:

بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق ولکم الویل مماتصفون (الانبیاء۔۱۸)

ترجمہ: ہم تو حق کو باطل کے اوپر پھینک مارتے ہیں سو وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے تو وہ دفعۃً مٹ جاتا ہے اور تمھاری (بڑی) کم بختی آئے گی اس سے کہ جو تم گھڑتے رہتے ہو۔

ان خصوصیات وامتیازات کی تلخیص کو ہم درج ذیل نقاط میں ذکر کریں گے:

۱۔ربانیت ، ۲۔عالمیت ، ۳۔عمومیت ، ۴۔نوبنو مسائل کا حل اور ۵۔عدل وانصاف

☆اعتن بنظافة ثوبك وحسن رائحتك وترتيب مظهرك مع السواك والطيب.☆

ا۔ربانیت:

ربانیت سے ہماری مراد یہ ہے کہ (اس شریعت کے احکام اور بنیادی قواعد کسی انسان کے وضع کردہ نہیں ہیں جس پر کہ قصور و عاجزی کا دور دورہ ہوتا ہے جو مکان' زمان' حالات اور تہذیب وتمدن سے متاثر ہوتا ہے جو موروثی اثرات' مزاج' خواہشات اور جذبات سے متاثر ہوتا ہے۔اس کا موجد و خالق وہ ذات ہے جس نے تمام مخلوق اور اس عالم کی ہر چیز کو وجود بخشا ہے اور دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں کا رب ہے جس نے انسانوں کو پیدا کیا اور اسے ان کے فائدہ پہنچانے والی اور ان کو عزت دینے والی چیزوں کی زیادہ خبر ہے اور یہ کہ ان کے فائدے اور اصلاح کی کون سی چیزیں ہیں انھیں بھی وہ جانتا ہے:

الایعلم من خلق وھواللطیف الخبیر (الملک۔۱۴)

ترجمہ: کیا وہی آگاہ نہ ہوگا جس نے پیدا کیا ہے؟ وہ تو (بڑا ہی) باریک بین اور (پورا) باخبر ہے۔

ربانیت سے ہماری مراد یہ بھی ہے کہ اس شریعت کا پہلا اور سب سے بڑا مقصد اور ہدف یہ ہے کہ لوگوں کا تعلق اللہ تبارک وتعالی سے جوڑا جائے تاکہ وہ اسے اس طرح پہچانیں جو اسے پہچاننے کا حق ہے اور اس سے اس طرح ڈریں جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اس کی اس طرح عبادت کریں جس طرح اس کی عبادت کا حق ہے۔ان کو اسی لیے وجود بخشا گیا ہے اور اسی وجہ سے پیدا کیا گیا ہے۔

یہ عبادت صرف انفرادی عبادات کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ یہ شریعت کے تمام احکام کو اس کے تمام مواقع کے ساتھ شامل ہے خواہ وہ خاندانی ہوں یا دیوانی یا فوجداری یا بین الاقوامی وغیرہ سے متعلق۔

اسی ربانیت اور خدائی دین ہونے کی وجہ سے کسی مسلمان کو اس شریعت کے احکام کے قبول کرنے یا نہ کرنے کے سلسلہ میں کوئی اختیار نہیں دیا گیا ہے' اس لیے کہ ان پر عمل کرنا ایمان کے تقاضے اور اسلام کے عہد میں داخل ہے۔ارشاد ربانی ہے:

وماکان لمؤمن ولامؤمنۃاذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم (الاحزاب۔۳۶)

ترجمہ: اور کسی مومن یا مومنہ کے لئے یہ درست نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول (کسی) امر کا حکم دے دیں تو پھر ان کو اپنے (اس) امر میں کوئی اختیار باقی رہ جائے۔

اورفرمایا:

فلاوربک لایؤمنون حتی یحکموک فیماشجربینھم ثم لایجدوا فی انفسھم حرجامماقضیت ویسلموا تسلیما (النساء۔۶۵)

ترجمہ: سوآپ کے پروردگار کی قسم ہے کہ یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ لوگ اس جھگڑے میں جوان میں آپس میں ہوآپ کوحکم نہ بنالیں‘اورپھرجوفیصلہ آپ کردیں اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اوراس کوپورپوراتسلیم کرلیں۔

اورفرمایا:

ومن لم یحکم بمآانزل اللہ فاولئک ھم الکافرون......ھم الظلمون......ھم الفسقون (المائدۃ۔۴۴‘۴۵‘۴۷)

ترجمہ: اورجوکوئی اللہ کے نازل کیے ہوئے (احکام) کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو یہی لوگ توکافرہیں......توایسے ہی لوگ توظالم ہیں......توایسے ہی لوگ نافرمان ہیں۔

اسی لیے اس شریعت کے احکام جوکہ ربانیت سے متصف ہیں وہ مسلمانوں کے دلوں میں وہ احترام ‘فرمانبرداری اوراطاعت پاتے ہیں جوکسی ایسے بشری قانون کوحاصل نہیں ہوسکتی جوایک انسان دوسرے کے لیے بناتا ہے اس لیے کہ یہ اللہ کی شریعت اوراس کافیصلہ اورحکم ہے:

ومن احسن من اللہ حکمالقوم یوقنون! (المائدۃ۔۵۰)

ترجمہ: اورجوقوم یقین (وایمان) رکھتی ہے اس کے نزدیک اللہ سے بہترفیصلہ کس کاہوسکتا ہے؟

۲۔عالمیت:

اورعالمیت سے ہماری مرادیہ ہے کہ (شریعت اسلامیہ اپنے تمام احکام‘بنیادی اصولوں اورتوجیہات کے اعتبارسے ایک عالمی انسانی رنگ وامتیازوالی شریعت ہے چنانچہ یہ دونوں جہان والوں کے لیے رحمت اورتمام انسانوں کے لیے ہدایت ہے۔یہ انسانوں کی کسی خاص جنس یاروئے زمین کے کسی خاص ملک وعلاقے کے لیے تشریع اورقانون نہیں ہے بلکہ یہ ہرانسان کے لیے انسان ہونے کے اعتبارسے ایک قانون ہے‘وہ انسان سفیدہویاسیاہ‘عربی ہویاعجمی‘مشرقی ہویامغربی‘اس شریعت میں نہ قومیت ہے نہ عصبیت‘نہ کسی طبقہ کے لیے خاص ہونا بلکہ اس کے سلسلہ میں تمام انسان برابرہیں۔۲؎

☆تذکر ان ربك واسع المغفرة'یقبل التوبة'ویعفوعن عبادہ'ویبدل السیئات حسنات.☆

اس شریعت کے عالمی ہونے کی تاکید قرآن کریم کی بہت سی آیات سے ہوتی ہے:

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین (الانبیاء۱۰۷)

اور ہم نے آپ ﷺ کو دنیا جہان پر (اپنی) رحمت ہی کے لیے بھیجا ہے۔

وما ارسلنک الا کافة للناس بشیرا ونذیرا (سباء۲۸)

اور ہم نے تو آپ ﷺ کو سارے ہی انسانوں کے لیے (پیمبر بنا کر) بھیجا ہے بطور خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے کے۔

قل یآیھا الناس انی رسول الله الیکم جمیعا (الاعراف۔۱۵۸)

کہہ دیجئے کہ اے انسانو! بیشک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔

یہ امتیاز وخصوصیت اس شریعت کے ربانی ہونے کے آثار میں سے ایک اثر ہے' اگر اس کا وضع کرنے اور بنانے والا کوئی ایک فرد یا لوگوں کی جماعت ہوتی تو اس میں جنس' وطن طبقہ اور مصالح کی وجہ سے عصبیت آجاتی' خواہ قصداً لائی جاتی یا بلا سوچے سمجھے داخل کردی جاتی' لیکن یہاں تو اس شریعت کا ایجاد کرنے والا تمام لوگوں کا پروردگار ہے' سب کا خالق اور معبود ہے' سب اس کے بندے ہیں' ان میں سے کسی ایک فرد کو دوسرے فرد پر اور کسی جماعت کو دوسری جماعت پر مخلوق و پیداوار ہونے کے اعتبار سے فضیلت حاصل نہیں ہے۔[۳]

۳۔ عمومیت:

عمومیت ومحیط ہونے سے ہماری مراد یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ ایسے نظاموں' احکامات اور مصالح پر مشتمل ہے جو تعمیری' تکوینی اور اصلاحی پہلوؤں میں سے ہر پہلو کو شامل ہیں' چاہے ان کا تعلق عقائد' عبادات اور اخلاق سے ہو یا ان کا تعلق دیوانی' فوجداری امور' شخصی احوال' معاشرتی نظاموں اور بین الاقوامی عمومی قوانین سے ہو یا حکومت کے بنیادی اصولوں' اقتصادیات کے قواعد اور فاضل معاشرے کے جواہر پاروں سے متعلق ہو۔ یہ سب ایسی دقیق محکم بنیادی تعلیمات اور ابدی ربانی قوانین میں موجود ہے جو دوسروں کو عطا کرتے ہیں ان سے لیتے نہیں اور لوگوں کو مجتمع کرتے ہیں متفرق نہیں کرتے اور یکجا کرتے ہیں منتشر نہیں کرتے' تعمیر کرتے ہیں تخریب نہیں کرتے۔ یہ تو ایک حکیم وحمید ذات کا نازل کردہ قانون ہے:

☆اشکر ربک علی نعمة الدین والعقل والعافیة والستر والسمع والبصر والرزق والذریة وغیرھا۔ ☆

ونزلنا علیک الکتاب تبیانالکل شئی وھدی ورحمة وبشری للمسلمین (النحل۔۸۹)

اورہم نے آپ ﷺ پر کتاب اتاری ہے ہر بات کوکھول دینے والی اور مسلموں کے حق میں ہدایت اوررحمت اور بشارت۔

۴۔نو بنو مسائل کا حل:

نو بنو مسائل کے حل سے ہماری مراد یہ ہے کہ اسلامی شریعت کے عمومی بنیادی تعلیمات اوراس کے کلی قواعد ترقی یافتہ زمانے کی حاجات پوری کرنے کے لیے کافی ہیں اورآنے والے زمانوں کی نو بنو ثقافت وتمدن کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں خصوصا معاملات کے احکام دستوری مسائل' اقتصادی نظام اور بین الاقوامی تعلقات ہیں۔

اس سلسلہ کی کچھ مثالیں ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں:

قرآن کریم نے دستوری اور عدالتی امور میں بڑی وضاحت سے عدل کے بنیادی اصول کی صراحت کی ہے:

اعدلوا ھو اقرب للتقوی (المائدة۔۸)

انصاف کرتے رہو (کہ) وہ تقوی سے بہت قریب ہے۔

واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل (النساء۵۸)

اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کروتو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔

یہ اصول جس کی صراحت ان دونوں آیتوں نے کی ہے یہ ایک مسلم قاعدہ کلیہ ہے جس میں کسی تغیر وتبدیلی کی گنجائش نہیں' اس قاعدہ پر ہر زمانے اور ہر جگہ عمل کرنا واجب اورضروری ہے لیکن انصاف کے بنیادی اصول کی تطبیق کے وسائل ترقی یافتہ زمانے اورجدید زندگی کے دور کے لیے چھوڑ دیے گئے ہیں لٰہذا عدل کے بنیادی اصول کی تطبیق ایک عدالت میں ہو یا متعدد عدالتوں میں یا انتظامیہ کو عدلیہ سے جدا کرکے ہو یہ سب اس لیے چھوڑ دیا گیا ہے کہ بشری اور انسانی تجربوں کے لحاظ سے جو زیادہ سفید طریقہ ہو اسے اختیار کرلیا جائے۔

شریعت کا اصل اوراولین مقصید یہ ہے کہ نظام عدل کو نافذ کیا جائے اس کی تطبیق دی جائے' یہ تطبیق خواہ کسی بھی وسیلے سے ہو اورارباب حل وعقد جو صورت اس کی مناسب سمجھیں اس کے مطابق اسے نافذ کریں اوراس موضوع کے ارباب اختصاص اس سلسلہ میں جس نظم کو چاہیں اپنالیں بشرطیکہ عدالتوں میں تمام افراد کے سلسلہ میں عدل وانصاف محقق ہو۔ہم اس پر مشاورت کی بنیادی تعلیم کو بھی

☆الا تعلم ان فی الناس من فقد عقله او صحته او هو محبوس او مشلول او مبتلی .☆

قیاس کرتے ہیں جس کا تذکرہ اللہ تعالی کے درج ذیل فرمان مبارک میں ہے:

وامرھم شوری بینھم (الشوری۔۳۸)

اوران کا (یہ اہم) کام باہمی مشورہ سے ہوتا ہے۔

اور مساوات کی تعلیم جواس فرمان مبارک میں ہے:

ان اکرمکم عنداللہ اتقکم (الحجرات۔۱۳)

بے شک تم میں سے پرہیزگار تواللہ کے نزدیک معزز تر ہے۔

اور مالی معاملات کی ترتیب وانتظام کا قاعدہ جس کا تذکرہ درج ذیل فرمان عالی میں ہے:

یآیھاالذین امنوااذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ ولیکتب بینکم کاتب بالعدل (البقرہ۔۲۸۲)

اے ایمان والو جب ادھار کا معاملہ کسی مدت معین تک کرنے لگوتو اس کولکھ لیا کرواور لازم ہے کہ تمھارے درمیان لکھنے والاٹھیک لکھے۔

اوراس کے علاوہ دوسرے اورمعاشرتی تعلیمات اوردستوری نظام اوراقتصادی قوانین لیکن وہ مسائل جن کے بارے میں کوئی نص ہی وارد نہیں ہوئی ہوتو اس زمانے کے علماء قیاس کے ذریعے سے ان کا حل تلاش کریں گے یا مصالح مرسلہ واستحسان کے اعتبار سے یا اس کے علاوہ اوران ادلہ سے جن کے متعین کرنے میں فقہاء کرام میں اختلاف ہے اورائمہ مجتہدین نے اپنے اپنے مذہب فقہ اورمشرب کے اعتبار سے اس کا تذکرہ کیا ہے لہذا ایسے جدید مسائل جن کے بارے میں کوئی نص وارد نہیں ہے ان کے بارے میں راسخ ومحقق علماء جوتقوی وورع سے متصف ہوں اوران میں اجتہاد کی شروط پائی جاتی ہوں)وہ اجتہاد کریں گے اوران کے ایسے احکام بتلائیں گے جولوگوں کے لیے مفید ہوں اورثقافتی ترقی اورعلمی پیش رفت کے ساتھ جوڑ کھاتے ہوں اسی کے بارے میں علماء اصول کہتے ہیں :زمانے کے بدلنے سے احکام کے متغیر ہونے کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

لیکن وہ مسائل جن کے بارے میں قطعی نصوص وارد ہیں جیسے کہ عقیدہ سے متعلق مسائل ایمان کے ارکان عبادات کے احکام زنا سود شراب جوے کا حرام ہونا میراث کے حصوں کا متعین ہونا طلاق اوروفات کی عدت وغیرہ اس جیسے مسائل تو یہ اسی طرح رہیں گے جس طرح قطعی نصوص وارد ہوئی ہیں ان میں نہ کوئی اجتہاد ہوسکتا ہے اورنہ ان میں کسی قسم کی تبدیلی کی جاسکتی ہے جوشخص ان میں کوئی

تبدیلی کرنا چاہے گا یا ان کو ترقی یافتہ شکل دینے کے لیے ان میں اجتہاد کرے گا وہ دین کو منہدم کرنے والا اور اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرنے والا اور اپنی گردن سے اسلام کا طوق نکالنے والا شمار ہوگا' اسی سلسلہ میں علماء اصول یہ کہتے ہیں :جس میں نص وارد ہوئی ہو اس میں اجتہاد کی قطعا کوئی گنجائش نہیں۔

اس شریعت کے نو بنو مسائل کا حل کرنے پر قادر ہونے اور صدیاں گزرنے کے باوجود اس کے ہمیشہ قابل عمل رہنے پر جو چیز دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس شریعت نے ایسے قانونی قواعد پیش کیے ہیں جو نصوص اور شرعی قواعد سے ماخوذ ہیں مثلا یہ کہ :نقصان دہ چیز اور ضرر کو دور کرنا چاہئے' ایک ضرر کو دوسرے ضرر سے دور نہیں کیا جائے گا' عمومی نقصان کو دور کرنے کے لیے خصوصی یا ذاتی نقصان برداشت کیا جائے گا۔ضرورت کی وجہ سے ممنوع چیز بھی مباح ہو جاتی ہے' جو چیز ضرورت کی بناء پر مباح کی گئی ہو اسے ضرورت کی مقدار تک ہی محدود رکھا جائے گا۔مصلحت وفائدہ حاصل کرنے کی بنسبت برائی وفساد کا دور کرنا مقدم ہے۔

۵۔عدل مطلق:

عدل مطلق سے ہماری مراد یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کا ہدف یہ ہے کہ تمام لوگوں میں عدل مطلق قائم ہو اور آپس میں اخوت پیدا ہو اور ان کے خون' عزت' مال اور عقول کی اس طرح حفاظت ہو جیسے ان کے دین واخلاق کی حفاظت کی گئی ہے لہذا اس کا مقصد اور غایت یہ ہے کہ دنیا وآخرت میں بندوں کے مصالح وفوائد محقق ثابت کر دیے جائیں۔شریعت کا مقصد یہ نہیں ہے کہ کسی ایک طبقہ کے فائدہ کو وجود میں لایا جائے اور دوسرے طبقہ کے فائدہ سے صرف نظر کر لی جائے' یا کسی ایک قوم کے فائدے کو مدنظر رکھا جائے دوسری کو نظر انداز کر دیا جائے' اور نہ اس کی غرض وغایت یہ ہے کہ اقتصادی ومادی فوائد کو وجود میں لایا جائے اور اخلاص وروحانی فوائد کو ترک کر دیا جائے' نہ اس کا مطلوب یہ ہے کہ دنیوی ضروریات مہیا کر دی جائیں اور آخرت کی ضروریات سے قطع نظر کر لی جائے جیسا کہ دنیاوی قوانین میں ہوا کرتا ہے اور نہ اس کا عکس مطلوب ہے جیسا کہ بعض ان مذاہب اور دینوں کا حال ہے جو روحانیت میں زیادہ غلو کرتے ہیں۔

کسی انسانی قانون میں ان تمام اعتبارات اور امور کا خیال اور رعایت رکھنا ناممکن ہے' اس لیے کہ ان

تمام چیزوں کی رعایت رکھنا خالق ومعبود کے علم اور اس کی رحمت کا محتاج ہے' انسان ہمیشہ ایک پہلو سے دیکھتا ہے اور بہت سے پہلوؤں سے غافل ہوتا ہے لیکن جو ذات ایسی نظر سے دیکھتی ہو جو ہر چیز اور ہر جانب کو محیط ہو وہ خالق' حکیم اور علیم ذات ہی ہوسکتی ہے جس کی رحمت وعلم ہر چیز کو محیط ہے:

الایعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر (الملک۔۱۴)[۴]

کیا وہی آگاہ نہ ہوگا جس نے پیدا کیا ہے؟ وہ تو (بڑا ہی) باریک بین اور (پورا) باخبر ہے۔

اے نوجوانو! اس اسلامی شریعت کے یہ ظاہر ترین امتیازات وخصوصیات ہیں اور ایسی شریعت جو اپنے اندر ربانیت' عالمیت' محیط ہونے اور اپنے نظاموں میں عدل' تجدد اور استمراء کی خصوصیت رکھتی ہو وہی درحقیقت بقا کی مستحق ہے اور وہی اہل ہے ابدیت وخلود کی۔ ایسی ہی شریعت دنیا کے لیے حق' مدنیت اور عرفان کے انوارات برساتی ہے اور انسانیت کے آسمان پر ہدایت' علم اور ترقی تمدن کے مینارے بلند کرتی ہے اور زمانے کے ضمیر میں عزت مجد' قوت' عظمت اور ابدیت وخلود کی نشانیاں لکھ دیتی ہے۔

شریعت کا ہر دور کے لیے صلاحیت رکھنا

اس شریعت اسلامیہ کے ہر دور و ہر زمانے کے لیے صلاحیت رکھنے اور اس کے تجدد وابدیت کے ساتھ متصف ہونے اور تمام امتوں اور قوموں کی حاجات پورا کرنے کی ہر دور اور ہر جگہ صلاحیت رکھنے کی تاکید درج ذیل چیزوں سے ہوتی ہے:[۵]

الف۔ جدید قانونی نظریات کی شہادت

ب۔ بین الاقوامی کانفرنسوں کی شہادت

ج۔ اہل مغرب کے منصف علماء کی شہادت

(الف) جدید قانونی نظریات کی شہادت

اور وہ اس طرح کہ وہ قانونی نظریات جن پر جدید دور فخر ومباہات کرتا ہے اور اس پر قانونی فلسفے فخر کرتے ہیں وہ ان سے پہلے شریعت اسلامیہ بیان کر چکی اور ان کی بنیادیں مضبوط کر چکی ہے اور اب سے چودہ سو سال قبل ان پر شریعت اسلامیہ کی فقہ' قانون اور فیصلہ وقضا قائم تھی۔ عظیم قانون دان استاد عبدالقادر عودہ رحمہ اللہ اور ان شہید بھائیوں نے اپنی قیمتی کتاب ''التشریع الجنائی فی الاسلام'' کے جزء اول کے مقدمہ میں ان نظریات اور تشریعی اصولوں کا ایک حصہ نقل کیا ہے جنھیں دنیوی قوانین نے بہت بعد میں جانا تھا۔

☆اعف عن ظلمك وصل من قطعك واعط من حرمك واحلم على من اساء اليك تجد السرور والامن.☆

ان نظریات میں سے ''مساوات کا نظریہ'' بھی ہے جسے شریعت اسلامیہ نے اپنے نازل ہونے کی ابتداء ہی میں نہایت واضح نصوص کے ساتھ بیان کیا اور اسے لازم وضروری قرار دیا۔اس میں نہ کوئی قید لگائی نہ کوئی استثناء کیا اور نہ کسی چیز کے ساتھ خاص کیا بلکہ اسے مطلق رکھا۔لہذا نہ کسی فرد کو دوسرے فرد کے مقابلے میں امتیاز حاصل ہے نہ کسی جماعت کو دوسری جماعت پر،نہ کسی جنس کو دوسری جنس پر،نہ کسی رنگ کو دوسرے رنگ پر اور نہ حاکم کو محکوم پر......اور اس سلسلہ میں اس کا شعار اللہ تعالی کا درج ذیل فرمان مبارک ہے:

یآایھاالناس اناخلقنالکم من ذکر وانثی وجعلنا لکم شعوباوقبآئل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقکم (الحجرات۔۱۳)

ترجمہ:اے لوگو!ہم نے تم (سب) کوایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کومختلف قومیں اور خاندان بنادیا ہے کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو،بیشک تم میں سے پرہیزگار تر اللہ کے نزدیک معززتر ہے۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ اس نظریے کو انسانی وضع کردہ قانونوں نے اٹھارھویں صدی کے اخیر یا انیسویں صدی کی ابتداء میں پہچانا اور اتنے بعد میں پہچاننے کے بعد بھی وہ اس کو اس شریعت کی بنسبت ایک محدود دائرے میں تطبیق دیتے ہیں جب کہ شریعت اس نظریہ کی تطبیق دینے میں انتہائی آخری درجے تک پہنچ گئی تھی۔

ان نظریات میں سے نظریہ حریت بھی ہے جس کو شریعت اسلامیہ نے اس کی شاندار صورت میں وجود بخشا،چنانچہ حریت تفکیر بھی دی اور حریت اعتقاد اور حریت قول بھی۔استاذ عودۃ نے اس حریت پر دلالت کرنے والی ایسی نصوص پیش کی ہیں جو نفس وعقل کو خوشی سے لبریز کر دیتی ہیں۔

ان میں سے ''مشورہ کا نظریہ'' بھی ہے جس کا حکم مکی دور میں قرآن کریم نے ان الفاظ میں دیا تھا:

وامرھم شوری بینھم (الشوری۔۳۸)

اور ان کا (یہ اہم) کام باہمی مشورہ سے ہوتا ہے۔

اور مدینہ منورہ میں اس کی تاکید ان الفاظ سے کی:

وشاورھم فی الامر (ال عمران۔۱۵۹)

اور ان سے معاملات میں مشورہ لیتے رہیے۔

شریعت اسلامیہ مشورہ کے اصول کوانسانی قوانین سے گیارہ سو سال قبل مقرر کر کے ان پر سبقت لے جا چکی تھی، اس لیے کہ دنیوی قوانین نے اس قانون کو فرانسیسی انقلاب کے بعد لیا اور انگریزی قانون نے مشورہ کے اصول کو سترھویں صدی میں پہچانا اور ولایت متحدہ امریکہ کے قانون نے اس اصول کو اٹھارہویں صدی کے نصف گزرنے کے بعد مقرر کیا۔

ان نظریات میں سے ''حاکم کے اختیارات کو محدود ومقید کرنے کا نظریہ'' بھی ہے جو تین بنیادی اصولوں پر قائم ہے:

۱۔حاکم کے اختیارات کی حدود مقرر کرنا۔

۲۔حاکم اپنی غلطیوں اور ظلم عدوان کا مسئول ہے۔

۳۔قوم کو حاکم کے معزول کرنے کا حق دینا۔

یہ نظریہ ان تینوں اصولوں کے ساتھ شریعت اسلامیہ نے اس وقت پیش کیا تھا جب حکام کو تمام عالم میں محکومین پر کلی اختیار حاصل تھا اور وہ کسی قید سے مقید نہ تھا۔اس اعتبار سے شریعت اسلامیہ پہلی شریعت ہے جس نے ان اختیارات کو مقید کیا اور حکام کو اس بات کا پابند کیا کہ وہ معین حدود کے مخصوص دائرہ کار میں رہ کر تصرفات اختیار کریں ان سے آگے بڑھنا ان کے لیے قطعا درست نہیں ورنہ نہ ان کی بات مانی جائے گی اور نہ ان کی اطاعت کی جائے گی۔

☆ان نظریات میں سے معاملات کے تحریری شکل میں منضبط کرنے کا قانون:

☆ جیسے کہ قرض کو لکھنے کا حکم دینا خواہ قرض کم ہو یا زیادہ۔

☆اور جیسے کہ صاحب حق کا یہ حق ہے کہ عقد کو لکھ لیا جائے اس لیے کہ یہ فریقین میں کمزور ترین فریق ہوتا ہے۔

☆اور جیسے کہ شہادت دینے یا شاہد بننے سے رکنے کے حرام ہونے کا نظریہ۔

یہ تمام نظریات ان نظریات کا ایک جزء ہیں جن پر وہ آیت مشتمل ہے جسے آیت مدانیہ[۶] کہا جاتا ہے جس میں بہت سے احکام وتوجیہات مذکور ہیں۔

ہم نے جو نظریات ذکر کیے ہیں ان سے یہ بات متفرع ہوتی ہے کہ بہت سے وہ احکام ونظریات جنھیں شریعت اسلامی نے چودہ سو سال قبل پیش کیا تھا اور وہ ایک وقت میں شریعت کے دشمنوں کی نظر میں شک وتہمت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے لیکن انسانیت کو اس کے سوا اور کوئی راستہ نہ ملا کہ وہ عدل کو محقق کرنے اور افراد اور معاشروں سے ضرر ونقصان اور ظلم کو دور کرنے کے لیے ان کی طرف رجوع

کرے۔اس کی نمایاں ترین مثال دومشہور ضابطے ہیں جو یہ ہیں:

الف۔وہ طلاق جس کے ماننے پر مغرب کی تمام حکومتیں مجبور ہوئیں جن میں سب سے آخری نمبر اٹلی کی متشدد کیتھولک حکومت کا ہے جس نے ''لاہائی'' میں ۱۹۶۸ء میں بین الاقوامی خصوصی قوانین کے لیے ایک کانفرنس منعقد کی جس کا یہ گیارھواں اجلاس تھا۔اس میں جو بحث ہوئی وہ تھی ''طلاق'' کوتسلیم کرنے اور بین الاقوامی طور سے قانونی تفریق وجدائی کوتسلیم کرنے کا معاہدہ۔۷ اس کا مطلب ہے اسلامی فیصلے کی طرف رجوع کرنا۔

ب۔سود جس کے بارے میں کسی زمانے میں ان لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اقتصادی زندگی کی گاڑی اس کے بغیر چل ہی نہیں سکتی۔یہاں تک کہ وہ دور آیا جس میں مغرب کے علم اقتصاد کے اکابرین نے سود کی تردید علم اور اقتصاد کے نام سے کی دین وایمان کے نام سے نہیں' غالباً اس سلسلہ کا مشہور ترین نام علم اقتصاد کے مشہور برطانوی عالم ''کینز'' کا ہے جس نے یہ طے کیا کہ معاشرہ کامل ومکمل عدالت وانصاف کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ سود کا خاتمہ نہ کیا جائے' اسی طرح جرمنی ڈاکٹر ''شاخت'' نے کہا جس نے ریاضی (علم حساب) کے قواعد کی روشنی میں یہ بات کہی ہے کہ: تمام دولت ومال سود خوروں کی ایک تھوڑی سی جماعت کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے۔۸

اچھا یہ ہے کہ اس سلسلہ میں ڈاکٹر عیسی عبدہ' ڈاکٹر احمد نجار کی تحریرات اور استاذ محمد باقر الصدر کی کتاب ''اقتصادنا'' اور جناب ابوالاعلی مودودی کی اقتصادی ابحاث ملاحظہ کی جائیں۔

ب۔بین الاقوامی کانفرنسوں کی شہادت

بین الاقوامی کانفرنسوں کا شریعت اسلامیہ کی عظیم صلاحیت اور ابدیت کی شہادت دینا' تو اس سلسلہ میں ہمارے لیے یہ کافی ہے کہ ہم درج ذیل بین الاقوامی کانفرنسوں کا تذکرہ کریں:

الف۔لاہائی شہر میں ۱۹۳۷ء میں ''قانون مقارن'' کی ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں جامعہ ازہر والوں کو بھی دعوت دی گئی تھی چنانچہ وہاں کے دو بڑے عالم نمائندہ کے طور پر شریک ہوئے اور انھوں نے ''شریعت اسلامی میں دیوانی وفوجداری مسائل اور'' فقہ اسلامی کا مستقل بالذات ہونا اور اسلامی شریعت اور روحانی قانون کے درمیان تعلق کے مزعوم خیال کی نفی'' کے عنوان سے خطاب کیا' اس کے بعد ہی کانفرنس نے مغربی قانون دانوں کے اعتبار سے اپنی اہم تاریخی قرارداد پاس کی جس میں یہ لکھا تھا کہ:

☆اقنع بصورتك وموهبتك ودخلك واهلك وبيتك تجد الراحة والسعادة.☆

۱۔قوانین کے عمومی مراجع میں شریعت اسلامیہ بھی ایک مرجع ہے۔
۲۔شریعت اسلامی زندہ وقابل عمل قانون ہے اور ترقی کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔
۳۔شریعت اسلامی قائم بذاتہ ہے کسی دوسرے قانون سے ماخوذ نہیں ہے۔۹
۴۔شہر لاہائی ہی میں ۱۹۸۱ء میں وکلاء کی ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں دنیا کے ترپن ۵۳ ملکوں نے شرکت کی اور وہ مختلف قوموں اور ملکوں کے بڑے بڑے اساتذہ و وکلاء پر مشتمل تھی۔ اس کانفرنس میں درج ذیل قرارداد پاس ہوئی: اسلامی شریعت کی آسانی وسہولت کو دیکھتے ہوئے اور اس کی اہم حیثیت ومقام کی وجہ سے وکلاء کی بین الاقوامی جمعیت پر یہ واجب ہے کہ وہ اس قانون کا تقابلی مطالعہ کرے، پڑھے اور اس پر لوگوں کی ہمت افزائی کرے۔۱۰

ج۔۱۹۵۰ء میں ''المجمع الدولی للحقوق المقارنۃ'' کے مشرقی قانون کے شعبہ نے ایک کانفرنس منعقد کی تاکہ پیرس یونیورسٹی کے کلیۃ الحقوق میں فقہ اسلامی پر بحث کی جائے اور اس کا نام ''فقہ اسلامی کا ہفتہ'' رکھا گیا۔اس میں شرکت کے لیے عربی وغیر عربی کلیہ قانون اور جامعہ از ہر کے مختلف کلیات کے بڑے اساتذہ کی ایک جماعت اور فرانسیسی وعرب وکلاء اور ان کے علاوہ دوسرے مستشرقین کو مدعو کیا گیا۔مصر کی جامعہ از ہر اور دوسری یونیورسٹیوں کے چار حضرات نے اور شام سے دو حضرات نے شرکت کی اور ان پانچ فقہی موضوعات سے متعلق بحثیں ہوئیں جنھیں ''المجمع الدولی'' نے متعین کر کے اس پر تقریر کرنے کی دعوت دی تھی جو یہ ہیں:

۱۔اثبات ملکیت
۲۔مصلحت عامہ کے لیے شخصی املاک پر قبضہ کرنا
۳۔فوجداری ذمہ داری
۴۔اجتہادی مذاہب کا ایک دوسرے سے متاثر ہونا
۵۔اسلام میں سود کا نظریہ

تمام تقاریر ومحاضرات فرانسیسی زبان میں تھے، ہر موضوع کے لیے ایک دن مخصوص کر دیا گیا، ہر مقرر کی تقریر کے بعد تقریر کرنے والے سے مناقشہ اور بحث مباحثہ ہوا کرتا تھا۔ایک مناقشے اور بحث کے دوران ایک ممبر کھڑا ہوا جو پیرس کے وکلاء کا سابق صدر تھا اور اس نے کہا:

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اس بات کے درمیان جو ہمارے سامنے فقہ اسلامی کے جمود اور اس

بارے میں کہی جاتی تھی کہ وہ کسی ایسے قانون کی اساس وبنیاد بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا جوموجودہ ترقی یافتہ معاشرے کی ضروریات وحاجات پوری کرسکے اور جواب ہم ان تقاریر ومناقشات میں سن رہے ہیں جوادلہ'نصوص اوراصولوں کے ساتھ مدلل بھی ہے اوراس کے بالکل برخلاف ہے جواب تک ہم نے سن رکھا تھا'اس کے درمیان تطبیق کس طرح دوں؟ کانفرنس کے اختتام پرتمام مندوبین نے متفقہ طور سے درج ذیل قرارداد طے کی'جس کا ترجمہ ہم آئندہ سطور میں پیش کررہے ہیں:

<u>ہفتہ فقہ اسلامی کے دوران</u> پیش کردہ مباحث کا جوہرنچوڑاوران پرجومناقشات ہوئے ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

ا۔فقہ اسلامی کی بنیادی تعلیمات کوتشریعی حقوق کی ایک ایسی منزلت حاصل ہے جس میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا۔

۲۔ایک عظیم مجموعہ میں فقہی مذاہب کااختلاف مفاہیم'معلومات اورقانونی اصول کے ایک ایسے عظیم ذخیرے پرمشتمل ہے جوتعجب خیز ہے اورانہی کی وجہ سے فقہ اسلامی موجودہ زندگی کے تمام مطالب پورے کرنے اوراپنی حاجات کے درمیان موافقت پیش کرنے پرقادر ہے۔[۱۱]

یہ بین الاقوامی کانفرنسیں اس موضوع سے متعلق مخصوص جوشہادتیں پیش کرتی ہیں وہ اس بات کی شہادت دینے کے لیے بہت کافی ہیں کہ یہ شریعت اسلامیہ خواہ کتناوقت بھی گزرجائے تب بھی ہردور کے لیے صلاحیت رکھتی ہے اورابدی اورغیرفانی شریعت ہے:

سنریهم آیاتنافی الآفاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق اولم یکف بربک انه علی کل شئی شهید(فصلت۔۵۳)

ہم عنقریب ان کواپنی نشانیاں (اسی) دنیامیں دکھائیں گے اورخودان کی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پرکھل کررہیگا کہ یہ (قرآن)حق ہے۔کیاآپ کے پروردگارکایہ وصف کافی نہیں کہ وہ ہر(چھوٹی بڑی)چیز کاشاہد ہے۔

ج۔دنیاکے منصفین کی شہادت:

دنیاکے انصاف پسندوں کی اسلامی شریعت کی ابدیت خلوداور ہردوروہرزمانے کے لیے قابل عمل ہونے کی صلاحیت رکھنے والاہونے کی شہادات تواتنی زیادہ ہیں جن کونہ شمارکیاجاسکتاہے نہ ان

کا احصاء واستقصا پر ہوسکتا ہے' یہ شہادتیں صرف جامعہ از ہر کے اکابرین' علماء اسلام اور جامعات کے فقہ کے اساتذہ کی ہی نہیں بلکہ یہ شہادات دنیاوی قانون دانوں کے ان علماء وماہرین نے دی ہیں جن کی گھٹی میں یہ قانون پڑے تھے اوران ہی کی آغوش میں وہ بڑھے پلے تھے' یہ مدلل شہادات اپنی عبارات میں سچے ادلہ لیے ہوئے ہیں اورشریعت اسلامی کی فضیلت' سبقت اورتفوق کی معترف ہیں۔

اگرہم یہاں پران لوگوں کے لیے کچھ شہادات ذکرکردیں تو کوئی مضائقہ معلوم نہیں ہوتا جوصرف اس سوچ اورفکر پر بھروسہ کرتے ہیں جس کا منبع ومرکز مغرب ہو:

ڈاکٹر''ایز کوانسابوٹو'' کہتے ہیں: شریعت اسلامیہ اپنی بہت سی ابحاث میں یورپی قانون پرفوقیت رکھتی ہے بلکہ درحقیقت یہ شریعت ہی وہ مآخذ ہے جوتمام عالم کوسب سے زیادہ مضبوط قانون مہیا کرتا ہے۔

جامعہ دنیا کے کلیہ قانون کے' پرنسپل استاذ''شیرل'' قانون کانفرنس منعقدہ ۱۹۲۷ء میں کہتے ہیں :انسانیت کومحمدﷺ جیسی شخصیت کے اس سے منسوب ہونے پرفخر ہے' اس لیے کہ وہ دس سے کچھ صدیوں پہلے باوجود امی (پڑھے لکھے نہ) ہونے کے ایک ایسی شریعت پیش کرنے پرقادر ہوگئے کہ اگرہم یورپین ایک ہزارسال بعد بھی اس کی چوٹی تک پہنچ جائیں توسب سے خوش بخت ترین انسان ہوں گے۔

انگریز فلسفی''برناڈشا'' کہتا ہے کہ: محمدﷺ کا دین بہت قابل احترام ہے' اس لیے کہ اس میں زبردست زندگی وپائندگی پائی جاتی ہے اوریہی دین ایک ایسا منفرد دین ہے جوزندگی کے مختلف اطوار کوہضم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ محمدﷺ کوانسانیت کا نجات دہندہ کہا جائے' میرے خیال میں ان جیسا کوئی شخص آج کے موجودہ عالم کی سربراہی اپنے ہاتھ میں لے لے تووہ موجودہ مشکلات حل کرنے پرقادر ہوجائے گا۔

اورانگریز مؤرخ''ولز'' اپنی کتاب''ملامح تاریخ الانسانیۃ'' میں لکھتا ہے:

یورپ اپنے تجارتی' محکماتی وادارتی قوانین کے لحاظ سے اسلام کا ایک بڑا شہر ہے۔

فرانسیسی مؤرخ''سیدیو'' لکھتا ہے: نابلیوں کا قانون امام مالک کے مذہب کی ایک فقہ کی کتاب''شرح الدردیر علی متن خلیل'' سے ماخوذ ہے۔

اور''غوستاف لوبون'' استاذ''لیبری'' سے نقل کرتا ہے کہ: اگرتاریخ کے نقشہ پرعرب موجود نہ ہوتے تویورپ کی جدید ترقی چندصدی اورمؤخر ہوجاتی۔

اور"لین پول" اپنی کتاب "العرب والاسبانیا" میں لکھتا ہے: ناخواندہ یورپ میں جہالت ومحرومی کا دوردورہ تھا جب کہ اندلس علم میں لوگوں کا مقتدی وامام اورسارے عالم کی ثقافت وتمدن کا لہلہاتا ہوا جھنڈا تھا۔

یہ اوراس جیسے اور بہت سے دوسرے اقوال نہایت وضاحت سے اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ شریعت اسلامی عظیم قانونی اوردستوری ذخیرہ پر مشتمل ہے اوراس میں علمی وثقافتی زبردست قوت مدافعت پائی جاتی ہے۔اوراصل کمال وفضیلت وہی ہے جس کی شہادت دشمن دیں اورجس کا اعتراف انصاف پسند کریں۔

شهدالانام بفضله حتى العداء والفضل ماشهدت به الاعداء

لوگوں نے اس کے فضل وکمال کی شہادت دی حتی کہ دشمنوں تک نے اورکمال وفضل وہی ہے جس کی شہادت دشمن دیں۔

حواشی

۱۔ملاحظہ ہوڈاکٹرقرضاوی کی کتاب "شریعۃ الاسلام" (ص۔۱۸'۱۹)

۲۔ڈاکٹرقرضاوی کی کتاب "شریعۃ الاسلام" (ص۱۸'۱۹)

۳۔ڈاکٹرقرضاوی کی کتاب "شریعۃ الاسلام" (ص۲۰)

۴۔ڈاکٹرقرضاوی کی کتاب "شریعۃ الاسلام" (ص۔۲۰)

۵۔یہ بحث ڈاکٹرقرضاوی کی کتاب شریعۃ الاسلام (ص۔۸۹) سے کچھ تصرف کے ساتھ لی گئی ہے۔

۶۔پوری آیت سورۃ بقرۃ میں آیت ۲۸۲ کے تحت مذکور ہے۔

۷۔ملاحظہ کیجیے ڈاکٹر جمال الدین عطیہ کی کتاب "مدی الحاجۃ الی موسوعۃ الاسلامی (ص۔۱۴۵)

۸۔ملاحظہ کیجئے "ظلال القرآن" جلداول میں سورۃ بقرۃ کی آیت "الذین یاکلون الربا......"

۹۔سائسی،سبکی اور بربری کی کتاب "التشریع الاسلامی" کا (ص۳۵۳) ملاحظہ ہو۔

۱۰۔المدخل الفقہی مؤلفہ استاذ مصطفی زرقاء (ا۔۲۴۵)

۱۱۔یہ ترجمہ استاذ مصطفی زرقاء نے اپنی کتاب "المدخل الفقہی العام" کے مقدمہ میں پیش کیا ہے۔